

(پہلی قسط)

سید عطاء الحسن بخاری رحمہ اللہ

خطاب: نشر میڈیکل کالج، ملتان
(۲۱ فروری ۱۹۹۰ء)

امیر المؤمنین، خلیفہ راشد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

الحمد لله الذي لم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الدن
وكبره تكبيراً، سبحانه وتعالى عما يقولون علواً كبيراً واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
واشهد ان سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله لا نبى بعده ولا رسول بعده ولا امام
بعده ولا امة بعد امة صلى الله تبارك وتعالى عليه وعلى اله وازواجه واصحابه وبارك وسلم
تسليماً كثيراً كثيراً..... اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودة والله قدير والله غفور الرحيم صدق الله العظيم
ترجمہ: ”امید ہے کہ کر دے اللہ تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں دوستی اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے
اور بخشنے والا مہربان ہے۔“ (الممتحنہ: ۷)

اساتذہ گرامی اور جوانان رعنا گلگوں قبا..... شاید آج کا موضوع گفتگو آپ کے لیے بالکل نیا، متنوع، منفرد اور
کچھ پریشان کن بھی ہوگا لیکن ہم فقیروں کے لیے یہ موضوع نہ صرف یہ کہ آشنا ہے بلکہ من بھاتا بھی۔
لفظ ”معاویہ“ عجمی سازش اور عجمی تدبیر کے ذریعے معتبوب کیا گیا..... بعض لوگوں نے کہا کہ معاویہ کا معنی بھونکنے والا
ہے۔ ”قاموس“ لغت کی ایک کتاب ہے اس میں معنی لکھے ہوئے ہیں ”الخطیب الاشدق“ زور آور، مضبوط بیان کرنے والا خطیب۔
اگر نام معاویہ پر محبت کی نظر ڈالیں اور مودت سے فکر کریں تو نام معاویہ سے رنگ و نور کے فوارے پھوٹتے
دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان کے نام نامی کے چھ حروف ان کے چھ خلیفہ راشد ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔

م: مہدی.....

ع: علم کتاب و علم حساب کے ماہر..... علمہ الہدیٰ والتقویٰ والعفاف

ا: امین الرسول علی وحی اللہ..... احلم امتی واجودھا.....

و: وارث ولایت علی رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ.....ی: یسر و عسر میں معیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف.....

ہ: ہدایت کا تیرتا ہوا، کوکب درّی.....

آج ذکر ہے اس ذات کا جس کے نام کا پہلا حرف غمازی کرتا ہے اس کی ”مہدویت“ کی.....
جن کے نام کا دوسرا حرف اس کی ”عبقریت“ پر شاہد عدل ہے.....
جن کے نام کا تیسرا حرف اس کے فریس و مؤمن، صاحب بصیرت اور اس کے علم و تدبر کے عمق پر اسے ”اُوریا“ ثابت کرتا ہے۔

اور جس کے نام کا چوتھا حرف اس کے ”وارث قصاص عثمانؓ“ ہونے کی تصدیق ہے۔
وہ اپنے نام کے پانچویں حرف ”ی“ سے یعقوب و یعسوب دکھائی دیتے ہیں۔ اور اسم معاویہ کا چھٹا اور آخری حرف ”ہ“ جو کسی کے کلیجے میں تیرے گماں کی طرح بیوست ہوگا ان کی ”ہدایت“ کی دلالت کرتا ہے۔
وکان من اول الناس مہدیا وکان فی آخر الناس ہادیا
اور میرے آقا و مولا، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، صاحب العلم والعفاف و التقیؐ نے فرمایا:
اللہم اجعل معاویہ ہادیا مہدیا و اہد بہ الناس۔

اور آج ذکر ہے اس شخص عظیم و کریم کا جس نے اپنے وجود اور اپنی رعایا کے وجود کے مابین ایسا خط الفت و محبت و مودت قائم کر رکھا تھا کہ اگر عوام اس خط کو اپنی طرف کھینچتے تو معاویہؓ جھکے چلے جاتے اور وہ ڈھیلے پڑ جاتے، معاویہؓ کھینچ کے ان کو اپنے دل میں سمو لیتے کہ وہ صاحب مودت تھے۔ کان صاحب الودود
سیدنا معاویہؓ، حلیم و جواد و سخی و کریم، جو حضورؐ کے منصب و رؤف و رحیم کے پر تو اور آئینہ مصطفوی کے چہرے ہیں، یعنی محمد کریمؐ کی رؤف و رحمت کسی نے دیکھنی ہو تو معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے ہیولے میں دیکھے۔
کس کس جگہ سے ان کو نکالو گے ظالمو!
اندر معاویہ ہیں تو باہر معاویہ

سیدنا حسنؓ، سیدنا علیؓ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے علم اور تقویٰ کے وارث ہیں۔ سیدنا علیؓ نے اپنی نیابت کے لیے ان کو خلافت کے منصب پر نامزد کیا۔ سیدنا حسنؓ جانمیں ہی نہیں بلکہ شش جہات کے معتبر بزرگ ہیں۔ چھ سمتوں میں سے ایک سمت بھی ایسی نہیں کہ جس نے سیدنا حسنؓ پر حرف گیری کی ہو۔ سب کی متفقہ شخصیت ہیں رسول اللہؐ کے نواسے ہیں، سیدنا علیؓ کے صاحبزادے ہیں، نامزد خلیفہ راشد ہیں، سرور کائنات حضور پر نورؐ حسن مجتبیٰؓ کو سات سال کی عمر میں منبر کی دائیں جانب کھڑا کرتے ہیں: یقبل الناس ان ابنی هذا سید
چہرہ انور لوگوں کی طرف کر کے فرماتے ہیں یاد رکھو! میرا یہ بیٹا سردار ہوگا۔ سیادت کی اہلیت سیادت کی کیفیت بچپن میں دیکھی اور اہلیت کا سرٹیفکیٹ دیدیا۔ سب سے بڑی بشارت کیا دی؟

و لعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين

میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ وہ دو عظیم گروہ کون سے ہیں؟ شیعان علی اور شیعان معاویہ، تاریخ کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لو، اپنی بیگانوں، دوستوں دشمنوں، عربوں اور عجمیوں کی بین فئتين عظیمتين دو عظیم گروہوں کے درمیان! کون سے دو عظیم گروہ، حق و باطل نہیں کہا کفر و اسلام نہیں کہا۔ من المسلمین، مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان۔ یہ کس نے کہا؟ سرور کائنات، معلم انسانیت، احکم الناس، اعدل الناس، اقصی الناس، سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے، لوگوں میں سب سے زیادہ عدل کرنے والے، پوری دنیا کے عظیم نبج (ﷺ) نے بھرے مجمع میں فیصلہ دیا، سنایا کہ میرا یہ بیٹا دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کرائیگا شیعان علی اور شیعان معاویہ دونوں مسلمانوں کے گروہ ہیں، دونوں گروہوں کے قائد مسلمان ہیں۔ محض مسلمان نہیں بلکہ مسلمانوں کے عظیم الشان سردار ہیں۔ ان دونوں سرداروں کی باہمی چپقلش، نزاع اختلاف، مجادلہ، مقاتلہ جو بھی کہہ لیجئے ان سب کو نمٹانے والا اور ایک مرکز پر لانے والا کون ہے؟..... ابن علیؑ سبط رسولؐ سیدنا حسنؑ جس نے اپنے چالیس ہزار مسلح لشکر کے باوجود اپنی تمام سیاست و شجاعت، ہمت و جرأت اور اپنی بہادری کے باوجود کہا، جاؤ معاویہؓ سے کہہ دو سفید کاغذ پر دستخط کرالو جو چاہے لکھ کر بھیج دو مجھے منظور ہے۔ اور توجہ فرمائیے ابا کی نامزد کردہ خلافت سے دستبرداری کر کے معاویہؓ کو Power Hand Over اقتدار منتقل کر دیا۔

سیدنا علی مرتضیٰؑ جو صحابہؓ میں سب سے بڑے نبج ہیں صرف صحابہؓ میں ہی نہیں بلکہ نبیؐ کے بعد تمام انسانوں میں ”اقضی الناس“ کا خطاب سرور کائناتؐ نے دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے سیدنا حسنؑ کو بغیر الیکشن اور بغیر کسی مشورہ کے خود فرمایا میرے قاتل کا بدلہ بھی لینا اور میرے بعد تم جانشین ہو۔ انہوں نے علی مرتضیٰؑ کی وہ امانت، وہ بار خلافت، وہ سیادت و قیادت کا جھومر جو ان کے ماتھے پر سجا ہوا تھا وہ سب لے کر سیدنا معاویہؓ کی جھولی میں ڈال دیا۔ اب جو سیدنا حسنؑ کے فیصلہ کو نہیں مانتا وہ اپنے بارے میں خود فیصلہ کرے، ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے اور جناب علیؑ، مولا علیؑ ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ“

سرور کائناتؐ جس کے آقا و مولا ہیں، علیؑ بھی اس کے آقا و مولا ہیں۔ علی ہمارے آقا ہیں، علیؑ ہمارے مولیٰ ہیں، ان کے جوتوں کی نسبت سے ہماری ولایت علم و عمل، ولایت شعور و وجدان، ولایت فہم و ادراک تا ابد قائم ہے لیکن افتؤمنون ببعض الكتاب و تکفرون ببعض

تمہارے من میں آئے تو مان لو اور من میں نہ آئے تو تھوک دو۔ یہ بھی کیا بات ہوئی کہ علی کے ایک فیصلہ کو قبول کیا جائے اور دوسرے فیصلہ کو رد کر دیا جائے کون ہے کائنات میں جو علیؑ کے فیصلہ کو رد کرے۔ سیدنا علیؑ نے اپنے

بیٹے سیدنا حسن ؑ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

لا تکرهوا امار معاویہ معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرنا
فانکم فارقتموہ اگر تم اس کو کھو بیٹھے تو

لرأیتم الرؤس تندراء عن کواهلها کا الحنظل (ابن ابی الحدید۔ جلد ۳، صفحہ ۳۶)
تم دیکھو گے کہ لوگوں کے سرشانوں سے یوں کٹ کٹ کر گریں گے جیسے شاخ سے ”تما“ ہوا کے جھونکے سے
گر جاتا ہے۔

نبی ﷺ کی بشارت، علی ؑ کی نصیحت اور علی ؑ کے نامزد خلیفہ سیدنا حسن ؑ کا عمل امت کی متفقہ متاع ہیں۔ اب
سیدنا حسن مجتبیٰ ابن مرتضیٰ صلوات اللہ علیہم نے خلافت دی۔ سیدنا معاویہ ؓ کو، آپ کو نصیحت کی سیدنا علی مرتضیٰ ؑ نے میں
دہرا رہا ہوں، مجھے تکرار کی بری عادت ہے اور آپ کو بھول جانے کی بری عادت ہے، اس لیے تکرار بہت ضروری ہے۔ اور
سیادت و صلح کی پیشین گوئی سرور کائنات ﷺ نے کی، سیدنا حسن ؑ کے متعلق جو صرف حسن نہیں ہیں بلکہ نامزد خلیفہ راشد ہیں
اور یاران سرپل کے نزدیک امام منصوص و مامور ہیں۔ قولہ قول اللہ، لسانہ لسان اللہ وجہہ وجہ اللہ
اس عقیدے پر اعتماد کرنے والے لوگوں سے محبت کے ساتھ کہتا ہوں کہ امام اوّل اور امام ثانی اور جس ذات
کے قدموں کی دھول نے امامت بانٹی، سرور کائنات، سید الرسل، مولائے کل، سید الاولین والآخرین ﷺ کی پیشین گوئی پر
عمل کے بعد، نبی ﷺ کے فیصلے کے بعد، معاویہ ؓ کو برا کہنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ اگر ہمت ہے تو حسن ؑ کے
فیصلے کو (Reject) مسترد کرو، علی ؑ کی وصیت کو (Condemn) رد کرو اور رسول اللہ ﷺ کی بشارت کو ملیا میٹ کرو۔
پتا تو چلے کہ تم نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ہم جیسے فقیروں، بے مایہ لوگوں کو تہ تیغ کر کے تسلی کرنے سے کیا فائدہ ملے
گا۔ سیدنا حسن ؑ نے تمام تر اختیارات کے باوجود خلافت کو سیدنا معاویہ ؓ کے سپرد کیا۔ آج کے فاسق و فاجر اور جاہل
محقق کا بڑا اعتراض یہی ہے کہ معاویہ ؓ کی خلافت ملوکیت تھی۔ پھر بیچ و تاب کھاتے ہوئے کہتے ہیں ملوکیت اسلام میں
نہیں ہے۔ یا حسرتی! ہم نے دنیا کے نظام ہائے ریاست پڑھے مگر اللہ کا نظام نہ پڑھا۔ پڑھنے کی کوشش بھی نہیں۔ چھٹا پارہ
سورہ مائدہ، کسی بھی عالم کی تفسیر اٹھا لو۔

واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا
وآتاکم مالاً یؤت احداً من العالمین ۝ (المائدہ: ۲۰)

(ترجمہ) اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے میری قوم یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب پیدا کئے تم میں نبی
اور بنادیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا تھا کسی کو جہان میں۔

اللہ تو ملوکیت کو نعت کہتے ہیں، تم لعنت کہتے ہو..... کیا کہنے آپ کے۔ اللہ پاک، نعمت بھی ایسی فرماتے ہیں کہ میں نے جو تمہیں نعمت دی جہانوں میں کسی کو نہیں دی۔ اب معاویہ ؓ کی حکومت لعنت ہے تو بھائی تم کہہ سکتے ہو اپنے پاس تو اتنے مضبوط اعصاب نہیں اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ معاویہ ؓ کے پس منظر میں حسن ؓ موجود ہیں ان کے پس منظر میں سیدنا علی ؓ ہیں۔ ان کے پس منظر میں سید المرسل مولا ؑ کا نعت ؓ ہیں۔ آخر معاویہ ؓ کے نام سے اتنی چڑکیوں؟ انہوں نے کسی سے کچھ چھینا ہے؟ انہوں نے تو کونین کے والی ؓ کی نصیحت کو قبول کیا ہے اور خلافت قائم کر کے سادات بنی ہاشم سے لے کر ایک عام غریب آدمی تک سب کی خدمت کی ہے۔

میرا سوال ہے کہ: تاریخ معتبر ہے یا قرآن و حدیث؟ یہ تو تنقید کی بات ہے نا! قرآن حکیم، حدیث مبارک اور ہسٹری ان تینوں کو ہم اگر ایک لائن میں کھڑا کر دیں تو یوں سمجھیے کہ قرآن حکیم آفتاب، حدیث مبارک ماہتاب، اور ہسٹری وہ ایک دم دارستارہ۔ اگر میں بقائم ہوش و حواس تاریخ پر اعتبار کروں تو نہ قرآن صحیح ہے اور نہ حدیث، نہ خدا صحیح ہے اور نہ رسول ﷺ۔ اور رسول ﷺ کی تینیس برس کی محنت ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ ؓ جو حیوانیت سے نکال کر انسانیت کا معیار قرار دیئے گئے، وہ سارے کے سارے ختم ہو جائیں گے معاذ اللہ۔ تاریخ قبول کرنے کے لیے مجھے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ تاریخ کی جو باتیں قرآن و حدیث کے مطابق ہوں گی، میں انہیں بڑی محبت سے قبول کروں گا اور جو روایتیں، حکایتیں، رذالتیں، تباہتیں قرآن و حدیث سے ٹکرائیں گی میں انہیں رد کروں گا کیونکہ وہ تاریخ نہیں، جھوٹ ہے تہمت ہے، بہتان اور دشنام ہے، انسانیت سے گری ہوئی باتیں ہیں۔ تاریخ نے تو رسول اللہ ﷺ کو بھی معاف نہیں کیا۔ اور معاویہ ؓ تو آتے ہی چھٹے نمبر پر ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان خود سیدنا علی ؓ نہیں بچے۔ اسی تاریخ میں لکھا ہے کہ علی ؓ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بے یار و مددگار چھوڑا اور خود چلے گئے۔ علی مرتضیٰ ؓ نے دوسری شادی کرنا چاہی اور وہ بھی کس سے؟ ابولہب کی بیٹی سے..... علی مرتضیٰ ؓ نے فاطمہ پر سوکن ڈالنے کا پروگرام بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے جھاڑا۔ سب کچھ مان لوں؟ ایک بات مان لی ایک بات نہ مانی یہ بھی کیا بات ہوئی۔ تم جس پر مہر لگاؤ، وہ صحیح اور جس پر مہر نہ لگاؤ، وہ ہم نہ مانیں۔ اس کا نام نہ علم ہے نہ تاریخ، نہ تحقیق، نہ سیرت اس کو جہالت کہتے ہیں۔

قرآن حکیم نے صحابہ ؓ کے لئے ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ فیصلہ اللہ کے علم کے مطابق ہے صحابہ ؓ کے عمل کے مطابق نہیں۔ یاد رکھیے گاہیہ خط امتیاز ہے۔ اللہ کو ان کی کوئی ادا بھائی، کوئی بات ان کی اچھی لگی۔ پنجابی میں کہتے ہیں:

کو جھامیں کچا میں..... اونوں لگاں چنگا میں

اللہ پاک کو وہ اچھے کیوں لگے؟ قرآن حکیم ایک بات کہتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان اور فتح مکہ سے بعد کے مسلمان سارے جنتی ہیں جبکہ ہمارے لیے کوئی سرٹیفکیٹ، کوئی گارنٹی، کوئی سند، کچھ بھی نہیں ہے۔ تابعین کے لیے نہیں

ہے۔ صرف صحابہؓ کے لیے ہے۔

لا يستوى منكم من انفق قبل الفتح وقاتل، اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد
وقاتلوا، وكلا وعد الله الحسنى ۝ (الحديد: ۵)

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان اور بعد کے مسلمان یہ دونوں درجہ میں برابر نہیں مگر دونوں جنتی ہیں۔
اب تارخ، بنی امیہ اور بنی ہاشم کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ”جناب ہاشم اور امیہ دونوں جڑواں پیدا ہوئے، دونوں
کی کمر جڑی ہوئی تھی۔ پھر مشیر آبدار سے دونوں کو جدا کیا گیا۔ تب سے آج تک دونوں کے درمیان تلوار چلتی ہے۔“

جناب! میں ایک طالب علم ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قیامت کے دن طالب علموں کے ساتھ میرا حشر
ہو۔ اللہ کے دین میں طالب علم کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ بشرطیکہ وہ طالب علم ہو ”کلا شکوفیا“ نہ ہو۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے
درمیان کبھی بھی تلوار نہیں چلی، ہمیشہ محبت رہی ہے۔ حضور ﷺ کی پھوپھی صاحبہ ام حکیم بیضا اور حضور ﷺ کے والد ماجد جڑواں
بہن بھائی پیدا ہوئے۔ سیدہ ام حکیم بیضا اور ان کی بیٹی بنو امیہ کے ہاں بیاہی گئیں۔ حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن اُردی رضی
اللہ عنہا بیاہی ہیں عفان سے۔ یہ پانچویں نمبر پر ہیں۔ ان کے بیٹے ہیں سیدنا عثمانؓ۔ سیدنا عثمانؓ اور سیدنا
معاویہؓ آپس میں یوں سمجھ لیجئے تایا بچا ہیں۔ ایک دادا کی اولاد حضور ﷺ اور ایک کی عثمانؓ، ایک کی اولاد سیدنا معاویہؓ ہیں
۔ حضرت معاویہؓ اور حضرت عثمانؓ کے جد امجد ایک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ایک ہیں۔ یہ گیارہ قبیلے ہیں۔ ان
سب کے جد امجد ایک ہیں اور یہ گیارہ کے گیارہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ مجھے زیادہ تو یاد نہیں ہے، سعودی عرب کا شاہ
فہد بھی اس جد کا فرد ہے، نسل کے اعتبار سے بنی عدنان میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ حسب کے اعتبار سے بھی کر دے۔

میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ کبھی نہیں لڑے آپس میں۔ تین جنگیں ہوئیں ان تینوں جنگوں میں بنی امیہ کا بزرگ سردار
ہے اور بنو ہاشم کے بزرگ ان کے مددگار ہیں۔ حرب فجرا اس سے پہلے کی دو جنگیں۔ یہ تین جنگیں ہوئیں عرب قبائل کے
درمیان۔ کوئی آدمی ثابت نہیں کر سکتا تاریخ سے کہ یہ آپس میں لڑے۔

زبیرؓ جو حضور ﷺ کے تایا جان تھے آخری جنگ میں حضور ﷺ ان کے ساتھ اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بنی
ہاشم کے کمانڈر تھے، تین سو ساٹھ دستے تھے۔ ان سب کا سالار اموی تھا۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ میں لڑائی نہیں تھی بلکہ آپس میں
محبت اور رشتہ داریاں تھیں۔ میں تاریخ کا طالب علم ہوں مجھے کہیں نہیں ملا کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم آپس میں لڑے ہیں اور ان
کو تلوار سے الگ کیا گیا ہے۔ محبت کرنے والوں اور پیار کی مہار چلانے والوں میں سیدنا امیر معاویہؓ پیدا ہوئے۔
پورے مکہ میں سے چند لوگ لکھنا جانتے تھے۔ انہیں میں سیدنا امیر معاویہؓ تھے۔ نہایت خوشخط، پڑھے لکھے آدمی تھے۔
سیدنا معاویہؓ نے فرمایا کہ یہ قلم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے تیار کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کبھی اللہ کی

مرضی کے بغیر حکم نہیں دیا۔ اللہ نے اجازت دی تو میں نے حکم دیا۔ میں حکم دیتا ہوں کہ اب تم اس سے اللہ کا دین پھیلاؤ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا: لَوْ قَمَصَكَ اللَّهُ معاویہ! وہ دن کیسا خوشی کا دن ہوگا کہ جب اللہ تجھے قمیص پہنائیں گے۔ حضور ﷺ کا چھوٹا سا حجرہ تھا۔ اس میں سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا اور سیدہ کائنات ﷺ اور ان دونوں رحمتوں کے درمیان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں، اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ (ﷺ)! واقعتاً میرے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوئی قمیص پہنائی جائے گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نعم! ولكن فيه هنات وهنات لیکن اس میں کچھ گڑبڑ ہے۔ تو حضور ﷺ سے انہوں نے دعا کے لیے کہا کہ وہ جو گڑبڑ ہے دور ہو جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کی دنیا و آخرت بہتر فرما دے:

وَاعْفِرْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى اس کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی معاف فرما

وَجَنِبَهُ الرَّدَى اور یہ جو ٹوٹ پھوٹ اور گڑبڑ ہے وہ دور فرما

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے دور حکومت میں کام کا آغاز کیا تو اُن کے پیش نظر حضور ﷺ کا فرمان اور نصیحت تھی کہ ”عدل کرنا“۔ عدل کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کا مال نہ لوٹا جائے، ناجائز جیل میں نہ ٹھونسا جائے، ناجائز مقدمے نہ کیے جائیں اور یہ کہ معاملات مشورے سے طے کیے جائیں اور انسانی حقوق کی پاسداری کی جائے۔ خوشحال سٹیٹ ہونی چاہیے۔ تو جناب! دو واقعے عرض کرتا ہوں کہ ایک مائی صاحبہ جو بنو ہاشم سے تعلق رکھتی تھیں وہ آئیں اور کہنے لگیں ”معاویہ! تو ایسا، تو ایسا، تو فلاں، تو فلاں“۔ بڑی جھاڑ پلائی مائی صاحبہ نے۔ وہ رشتہ میں پھوپھی لگتی تھیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی۔ تھیں بنو ہاشم میں سے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَکُمُ الْيَمِينُ اب بہت ہو چکی فرمائیے! آپ کیا کہتی ہیں؟ کہنے لگیں کہ دو ہزار دینار تو اس لیے دے کہ میں غرباء میں تقسیم کروں، دو ہزار دینار اس لئے دے کہ میں کنواں لگواؤں پانی کا، دو ہزار دینار اس لیے دے کہ سرائے بناؤں۔ فرمانے لگے اے اماں جان تشریف رکھیں۔ انہیں گھر لے گئے، خدمت کی، چاکری کی اور اس کے بعد فرمانے لگے یہ چھ ہزار دینار جو آپ نے مانگے اور یہ چھ ہزار دینار مزید۔ شاید کوئی کمی رہ گئی ہو تو ان کو پورا فرماؤ اور یہ دواونٹ بھی آپ کو دیتا ہوں۔ یہ نوکر بھی ساتھ ہے۔ جو کام ہو اس سے لیتے جاییے۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہوگا کہ جی یہ پیسہ کیوں دیا، اونٹ کیوں دیئے، نوکر کیوں دیا؟ بیت المال کا پیسہ تھا، تو جناب! بیت المال کا پیسہ بیٹے کو تو نہیں دیا، بھائی کو تو نہیں دیا۔ رفاہ عامہ کے لیے دیا ہے۔ اور سوشل ویلفیئر کسے کہتے ہیں؟ پھر مائی صاحبہ نے خبر لی بری طرح سے، چلے یہ تو پھوپھی تھیں شاید اس وجہ سے رعایت کی ہوگی۔ ایک صاحب جو صحابی نہیں نو مسلم ہیں۔ یہ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر آ کر کہنے لگے لوگو ایہا الناس اسمعوا و اطیعوا! لوگو سنو اور اطاعت کرو! وہ نو مسلم اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے نہ میں سنتا ہوں اور نہ ہی اطاعت کرتا ہوں۔

سیدنا معاویہؓ مسجد سے چلے گئے، گھر جا کر نہائے اور واپس تشریف لائے پھر منبر پر بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے کہ اب بتاؤ مانتے کیوں نہیں ہو اور سنتے کیوں نہیں؟ وہ صاحب پھر کھڑے ہو گئے۔ اب ذرا فقرہ پر غور فرمائیں، ایسا فقرہ آپ نے کبھی کسی کو نہیں کہا ہوگا اور نہ ہی آپ کو کبھی کسی نے ایسی بات کہی ہوگی۔ اساتذہ گرامی اور طلباء بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں ایسا فقرہ کہہ دیا جائے تو تھوڑا سا بھونچال ضرور آجائے گا۔ وہ کہنے لگے:

یہ جو بیت المال تو یوں بانٹتا ہے..... اکسب ابوک ام ترکت امک

ترجمہ ”یہ تیرے باپ کی کمائی ہے یا تیری ماں وراثت میں چھوڑ گئی ہے“۔

پہلے کہالا اسمع ولا اطیع نہ سنتا ہوں اور نہ مانتا ہوں پھر کہا یہ بیت المال تیرے باپ کی کمائی ہے یا تیری ماں نے وراثت چھوڑی ہے۔

تاریخ کی چودہ کتابیں میرے پاس بھی ہیں اور آپ جو پڑھتے ہیں، وہ بھی لے آئیے اور کسی ایک کتاب میں دکھائیے کہ سیدنا معاویہؓ نے چھڑ تو درکنار تلف بھی کہا ہو، حیف بھی کہا ہو یا غضبناک ہوئے ہوں۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ:

فبکی معاویہ حضرت معاویہؓ مدوڑے

حتی ابتلت لحیثہ، حتی کہ ان کی داڑھی تر ہو گئی

ایک اور واقعہ سناتا ہوں بنو امیہ میں سے ایک بزرگ تھے عبداللہ ابن عامر اور بنو ہاشم کے سیدنا حضرت عبداللہ ابن زبیر اور بنی ہاشم میں سے ہی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ایک اور بزرگ بنو ہاشم کی شاخ عدی سے سیدنا عبداللہ ابن عمران سب کو عبادلہ اربعہ کہا جاتا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ تمام اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک سیدنا معاویہؓ کا گزرا ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن عامر حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ ابن جعفر طیارؓ جو حضرت علیؓ کے بڑے بھائی کے بیٹے ہیں اور خاندان علیؓ میں سے سے پہلے شہید ہیں۔ غزوہ تبوک میں جن کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور پٹھالٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے پاؤں کے نیچے رکھا اور تڑاخ سے اتار کر پھینک دیا کہ لگتا ہوا تھا جہاد میں رکاوٹ نہ بنے۔ یہ سب حضرات اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کھڑے نہ ہوئے اور بیٹھے رہے۔ اگر ملوکیت یا بادشاہت تھی تو اس کا نقض تھا کہ اسی وقت ان کو پکڑ کے مروڑ دیا جاتا۔ لیکن ہوا کیا؟ عبداللہ ابن زبیرؓ کو حضرت عبداللہ ابن عامرؓ نے کہا کہ بھائی تم کیوں نہیں اٹھے؟ تمہیں کیا ہو گیا؟ تو کہنے لگے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات بڑی اچھی لگتی ہے کہ لوگ اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جائیں اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے اس لیے میں نہیں اٹھا۔ اب معاویہؓ بتاؤ تمہارے دل میں کیا ہے؟ حضرت معاویہؓ فرمانے لگے الحمد للہ میرے دل میں یہ طلب نہیں ہے۔

(جاری ہے)